برصغیر کے مرتد سلطان محمد پال کا خصوصی مطالعہ

Apostates of the Subcontinent: A Case Study of Sulṭān Muḥammad Paul

Dr. Syed Toqeer Abbas
Principal, Govt. High School Lakhodair Lahore Cantt:
toqeerlakhodair@gmail.com
Dr. Muhammad Riaz
Assistant Professor, Department of Islamic Studies Lahore Garrison University, Lahore:mriaz@lgu.edu.pk

Abstract

Islām started in the Subcontinent in the early 8th century. Though, Hinduism and Christianity already existed here but Islam affected the Indian society rapidly more than these two religions. This was the reason it spread all over the Subcontinent very soon. Christian preachers established intellectual and theoretical circumambience against the Muslims particularly during British imperialism some anti-Islāmic activities were started because of which a great number of Muslims reverted from Islām. There were people in these apostates related to different classes of Indian society. These apostates not only published anti-Islāmic literature based on objections and allegations but also established such organizations and institutions from which different anti-Islāmic movements set in. Sulṭān Paul, who was born in 1881 and raised in an Afghan Muslim family, subsequently converted to Christianity in 1903. He rose to prominence in the Subcontinent for his Christian activities. He made an effort to integrate biblical literature with the Qur'ān through his writings, defending Christianity and addressing Islam and other religions. The study explores Sulṭān Paul's contributions and illuminates his thoughts on Islam.

Keywords: Apostasy in Islām, Subcontinent, Christian missionaries, Sulṭān Muḥammad Pāul

برصغیر میں عیسائیت کی ابتدا کب ہوئی؟ اس بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ البتہ بعض مسیحی مؤرخین کے مطابق عیسائیت کا آغاز کیرالہ کے صوبے میں پہلی صدی عیسوی کے دوران سینٹ تھامس کی آمد سے ہوا جو یسوع مسیح کے بارہ رسولوں میں سے ایک تھا۔[1] پہلی صدی میں ہی کیرالہ کے برہمن برادری سے تعلق رکھنے والوں نے سینٹ تھامس کے ہاتھوں عیسائیت قبول کی اور پھر اُن کی وساطت سے مزید عیسائیت کی اشاعت ہوئی۔[2] جن لوگوں نے سینٹ تھامس کی تبلیغی کوششوں سے عیسائیت اختیار کی انہیں تھامس عیسائی کہا جاتا تھا جبکہ انہیں کثرت سے شامی عیسائی بھی کہا جاتا تھا۔ ایک مسیحی مصنف کے مقالے کے مطابق شامی عیسائیوں کی اصطلاح پرتگالیوں نے مقامی عیسائیوں کو لاطینی کیتھولک مذہب والوں سے ممتاز کرنے کے لیے استعمال کی تھی۔[3] سینٹ تھامس نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو انجام دینے کے لیے کئی مقامات پر گرجا گھر اور مختلف ادارے قائم کیے۔ کہا جاتا ہے کہ اپنے کردار اور تبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ اس کی کرامات نے بھی نے عیسائیت کے پھیلاؤ میں اہم کردار ادا کیا بلکہ یہ کہنا بہتر ہوگا کہ اُس کی زندگی میں ہی عیسائیت ہندوستان کا لازمی مذہب بن چکا تھا۔[4]

پرتگالیوں کی آمد

اگرچہ برصغیر میں عیسائیت کی تبلیغ سینٹ تھامس کی آمد کے ساتھ ہی شروع ہو چکی تھی لیکن یہ کام اتنا منظم نہیں تھا جتنا کہ پرتگالیوں کے آنے کے بعد ہوا۔ برصغیر میں پرتگالیوں کی آمد 1498ء میں اس وقت ہوئی جب واسکو ڈی گاما نے مالا بار کے ساحل پر قدم رکھا۔[5] ہندوستان کی دولت پر قبضہ کرنے کے علاوہ پرتگالیوں کا دوسرا بڑا مقصد اس خطے کو مکمل طور پر عیسائی ریاست بنانا تھا۔ پرتگال کو ہندوستان میں اتنی دلچسپی کیوں تھی کہ وہ اس میں اتنی سرمایہ کاری

---

[1] S. M. Ghazanfar, Vasco da Gama’s Voyages to India: Messianism, Mercantilism, and Sacred Exploits (Journal of Global Initiatives), vol. 13, No. 1, 2018, 33

[2] Mathew Varghese, The indigenous tradition of Syrian Christians of Kerala a perspective based on their folk songs: marriage, customs and history (Indian Folklore Research Journal), vol.2, No.5, 2005, 34-36

[3] Sonja Thomas, From Chattas To Churidars: Syrian Christian Religious Minorities In A Secular Indian State (New Jersey, New Brunswick, 2011), 23

[4] Sonja Thomas, From Chattas To Churidars: Syrian Christian Religious Minorities In A Secular Indian State (New Jersey, New Brunswick, 2011), 31

[5] George Smith, The Conversion of India : From Pantaenus To The Present Time (New York, 1893) p.48 ; Stephen Neill, A History of Christianity In India (New York, Cambridge University Press, 1985) p.3

کرنے کو تیار تھا؟اس کی وجہ یہ تھی کہ 1453ء میں سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا تھا جو یورپی منڈیوں کے لیے ایک بہت بڑا دھچکا تھا۔اس لیے ہر ایک کو اپنی اپنی اجارہ داری قائم کرنی تھی اور اس مقصد کے حصول کے لیے پرتگال نے برصغیر کارخ کیا۔[6]

پرتگالیوں نے یہاں تجارتی منڈیوں کے ساتھ ساتھ تبلیغی مراکز بھی قائم کیے۔گوا، کالی کٹ اور بمبئی کے علاوہ کئی شہروں میں انجیلی بشارت کی سرگرمیوں کے لیے یتیم خانے، تعلیمی ادارے اور گرجا گھر بنائے گئے۔[7] 1542ء میں سینٹ فرانسس زیویئر کی آمد نے ہندوستان اور مشرق بعید میں عیسائی ترقی کے دور کا آغاز کیا۔ فرانسس زیویئر نے شامی عیسائیوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے کام کیا اور ہزاروں کی تعداد میں مقامی لوگوں کو عیسائیت میں داخل کیا اور ہندوستان کے کئی حصوں میں سوسائٹی آف جیسس کے ذریعہ چلائے جانے والے مشن اسٹیشن قائم کئے۔پھر مقامی لوگوں کی زبردستی تبدیلی مذہب کا سلسلہ شروع ہوا۔جو کوئی بھی عیسائیت اختیار کرتا اس کا خیر مقدم کیا جاتا اور انکار کرنے والے کو سخت ایذادی جاتی۔[8]

سیاسی اور حکومتی سطح پر اپنی عیسائی سرگرمیوں کے تحفظ کے لیے پرتگالیوں نے مغل بادشاہ اکبر(1542-1605) کے دربار تک بھی رسائی حاصل کی۔اکبر کے دربار میں مذہبی مباحث منعقد ہوتے تھے جس میں تمام مذاہب کے لوگوں کو آنے اور علمی مباحث میں حصہ لینے کی اجازت تھی۔پرتگالی عیسائیوں نے اس موقع سے بھی فائدہ اٹھایا اور اسے مشنری کام کے لیے بڑے پیمانے پر استعمال کیا۔انہوں نے اکبر کو بائبل کا ایک نسخہ بھی پیش کیا جو چار زبانوں پر مشتمل تھا لہٰذا اس کے بدلے میں ان کو اکبر نے عیسائیت کی تبلیغ کی اجازت دی۔[9]

پرتگالیوں نے جس کام کی ابتدا کی تھی اس کو بعد میں انگریزوں نے پورا کیا۔پرتگالیوں کی نسبت انگریزوں نے یہاں پر زیادہ اثرورسوخ قائم کیا۔مشنری سرگرمیوں کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے عیسائی مبلغین کو

---

[6] Thomas Arnold, The Renaissance at War (Cassell & Co, 2001) p.11

[7] Pynhunlang Shullai, Colonialism, Christianity and Mission Activities In India: A Postcolonial Perspectives (International Journal of Humanities & Social Science Studies), vol.3, No.5, March 2017, pp.326-327

[8] Arun Andrew John, The Impact of Religious Conversion on Cultural Identity : Conversion Story of South African Anglican Indian Christians (University of South Africa, 2007), p.86

[9] Avril A Powell, Muslims and Missionaries in Pre-Mutiny India (Routledge Press Ltd, 2003), 10 ; J.S Hoyland, The Commentary of Father Monserrate, On His Journey to the Court of Akbar (London, Oxford University Press, 1922), p.37

ہندوستان میں برطانوی پارلیمنٹ کی طرف سے لائسنس کے بغیر کام کرنے کی آزادی دی گئی اور عیسائیت کی ترویج و اشاعت کے لئے ہر طریقہ اختیار کیا گیا۔[10] اس دور میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد عیسائیت میں داخل ہوئی جن میں کچھ ایسے بھی لوگ تھے جن کا مسلمانوں پر بڑا اثر و رسوخ تھا۔ انہی میں سے ایک نام سلطان محمد پال کا ہے۔

سلطان محمد پال؛ مختصر تعارف

انسان کی معاشرتی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ، عہد کوئی بھی ہو، ایک خواہش ہمیں ہر انسانی عہد میں قلوب انسانی میں نظر آتی ہے۔ ہر دور کا انسان پریشانیوں اور دکھوں سے نجات کے ساتھ ساتھ دل کا اطمینان بھی چاہتا ہے۔ اور اس دلی اطمینان کے حصول کے لئے اُس کی نظر میں مذہب ہی سب سے بڑا اور مضبوط ذریعہ ہے۔ اگرچہ دولت، کاروبار، شہرت اور دنیاوی جاہ و مرتبہ کسی حد تک انسان کی پریشانیوں کو وقتی طور پر کم تو کر دیتا ہے لیکن حتمی سکونِ قلب سے وہ پھر بھی محروم رہتا ہے۔ اس مستقل سکونِ قلب کے لئے انسان مذہب کی طرف رجوع کرتا ہے لیکن اس معاملے میں بھی وہ ناکام ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ مذہب کو اپنی عقل کے مطابق سمجھنا چاہتا ہے۔ اگر مذہبی تعلیمات اُس کی عقل کے مطابق درست ہوں تو وہ اُنھیں قبول کر لیتا ہے ورنہ کسی دوسرے مذہب کی طرف نکل جاتا ہے۔ اگر کسی بھی مذہب میں اُس کی تسکین نہیں ہوتی تو پھر وہ اپنی ہی عقل و دانائی اور فہم و فراست کو مذہب کا درجہ دے دیتا ہے۔ سلطان پال ایسے ہی لوگوں میں سے ایک ہے جس کو اسلام میں نجات اور سکون محسوس نا ہوا تو اُس نے عیسائیت اختیار کر لی۔

پیدائش اور تعلیم

سلطان پال 1881ء میں افغانستان کے دارالحکومت کابل کے قریب علاقہ لوگر میں پایندہ خان کے گھر پیدا ہوا جو افغانستان کی فوج میں کرنیل کے عہدے پر تھے۔ افغانی فوج میں وہ بہادر خان کے خطاب سے پہچانے جاتے تھے۔ جب امیر عبد الرحمٰن خان نے اقتدار سنبھالا تو سلطان پال کے خاندان کے کئی افراد کو، جن میں اُس کے والد اور ماموں بھی شامل تھے، گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں سے بعض کو سزائے موت سنائی گئی اور بعض کو جلاوطن کر دیا گیا۔ سلطان پال اپنی والدہ اور ماموں کے ساتھ ہندوستان آ گئے اور دہلی کو اپنا مسکن بنایا۔ دہلی کے معروف ادارے مدرسہ فتح پوری میں علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا عبد الجلیل اور مولانا فتح محمد خان سے حدیث اور تفسیر کے علاوہ منطق

[10]Shullai, Colonialism, Christianity and Mission Activities In India, 328

بھی سیکھی۔[11] سلطان پال کو تفسیر منطق، فقہ، عربی اور تاریخ پر عبور حاصل تھا۔ لاہور کے معروف کالج فورمین کرسچئین کالج میں عربی کے پروفیسر بھی رہے۔[12]

مناظرے اور تبدیلی مذہب

مسیحیوں سے مباحثے کا آغاز سلطان پال نے اپنے مدرسہ کی ابتدائی زندگی میں ہی کر دیا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب برصغیر میں مسیحیوں کو حکومتی سطح پر مشنری کی اجازت تھی اور پادری صاحبان سرعام بازاروں اور چوکوں میں عیسائیت کی دعوت دیتے اور اسلام پر کھلم کھلا حملے کرتے۔[13] سلطان پال نے ان مباحثوں میں باقاعدہ حصہ لینا شروع کر دیا۔ جب گفتگو بڑھنے لگی تو چرچ مشنری سوسائٹی نے اُن کے لئے الگ کتب خانہ کھول دیا۔ دوسری طرف سلطان پال نے کچھ دوستوں کے ساتھ مل کر 'ندوۃ المتکلمین' کے نام سے ایک انجمن قائم کی جس کا مقصد عیسائیت کے خلاف مسلم مناظرین کو تیار کرنا تھا۔ یہ انجمن کچھ عرصہ کے بعد ختم ہو گئی تو سلطان نے ایک اور انجمن کی بنیاد رکھ دی۔ اس انجمن کے زیرِ اہتمام روزانہ مذہبی اجلاس منعقد ہوتے جس میں عیسائیت اور ہندومت کی جانب سے اسلام پر اعتراضات کئے جاتے اور مسلم مناظرین ان اعتراضات کا جواب دیتے۔[14] اسی انجمن کے زیر اہتمام ایک اجلاس میں سلطان پال کا مناظرہ منشی منصور مسیح سے ہو گیا جس نے اعتراض کیا کہ اسلام میں نجات نہیں ہے اور اس پر دلائل دیئے۔ اگرچہ اس اعتراض کا جواب سلطان پال نے دیا لیکن وہ خود لکھتا ہے کہ وہ اپنی کارکردگی سے مطمئن نہیں تھا۔ لہٰذا نجات کے موضوع پر اُس نے تحقیق شروع کی اور بالآخر اس تحقیق کا نتیجہ اُس کے ارتداد کی صورت میں نکلا۔ سلطان پال کے بقول اُس نے منشی منصور مسیح کے دلائل کی روشنی میں اسلام کو پرکھا اور محسوس کیا کہ اسلام میں نجات نہیں ہے اور اس کے برعکس عیسائیت ایک نجات دہندہ مذہب ہے۔ چنانچہ 1903ء کو سینٹ پال چرچ بمبئی میں پادری کینن کے ہاتھوں سے بپتسمہ لے کر عیسائیت قبول کر لی۔ قبولِ عیسائیت کے بعد سلطان پال نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہندوؤں کے

---

[11] پال، سلطان محمد، میں کیوں مسیحی ہو گیا، (دی گڈ وے، سوئٹزر لینڈ)، ص۔4-5

Pāul, Sulṭān Muḥammad, Me Q Maseeḥi ho geya, (The Good Way, Switzer land),P:4-5

[12] برکت اللہ، پادری، اسرائیل کا نبی یا جہان کا منجی، (ہولی ٹرنٹی چرچ لاہور، 1938)، ٹائیٹل پیج

Barkat ullah, Padrī, Isrāeel ka Nabī ya Jahān ka Munjī,(Holī Turntī Charch Lahore, 1938), Titlle Page

[13] Khān, Sir Syed, The Causes of the Indian Revolt, edit by Frances W. Pritchett, Medical Hall Press, 1873, pp.17-18

[14] سلطان، میں کیوں مسیحی ہو گیا، ص۔9-11

Sulṭān, Me Q Maseeḥī ho geya,P:9-11

ساتھ بھی کئی مناظرے کئے اور برصغیر میں ایک عیسائی مناظر کے طور پر شہرت حاصل کی۔اس کے علاوہ عیسائیت کے دفاع میں اسلام اور دیگر مذاہب کے رد میں کتب تحریر کیں۔ سلطان کی تحریروں کے بارے میں لکھا ہے کہ اگر مسیحی مناد آپ کی جُملہ تصانیف کی ایک ایک جِلد اپنے پاس رکھیں تو ہر میدان میں ان کا ظفریاب اور کامران ہو جانا یقینی ہے۔[15]

سلطان محمد پال کی تصانیف

ذیل میں سلطان پال کی تصانیف کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

1۔انسان کامل یا مظہرِ خدا

یہ کتاب حضرت عیسٰی ابن مریم کے مظہرِ کامل ہونے کے بارے میں ہے۔ مصنف نےاِس کتاب میں اسلامی کتب سے دلائل نقل کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عیسٰی علیہ السلام (یسوع مسیح) کے علاوہ کوئی بھی انسان کامل نہیں ہے اور اگر کسی کو عین مظہرِ خدا کی تلاش ہے تو وہ صرف یسوع مسیح کی صورت میں ہی ملے گا۔ یہ کتاب سلطان پال نے اصل میں اگست 1919ء میں ماہنامہ اشاعتِ اسلام میں شائع ہونے والی ایک تحریر کے جواب میں لکھی تھی جس کا آخری جُملہ کچھ یوں تھا:

"حضرت محمد ﷺ برزخِ کامل، ہستی جامع اور عالمِ کون کی آخری معراج ہیں۔"[16]

یہ تحریر ماہنامہ اشاعتِ اسلام کے ایڈیٹر کی تھی اور اس جملے کا جواب دینے کے لئے سلطان نے اس کتاب کو تحریر کیا۔اپنی اس تحریر کے بارے میں سلطان لکھتا ہے کہ:

> "ناظرین کو یہ یقین کرلینا چاہئے کہ ایڈیٹر صاحب نہ تو برزخِ کامل، ہستی جامع کی تعریف سے واقف ہیں اور نہ اس فلسفیانہ بحث کے آشنا ہیں۔ کسی مولود خوان واعظ کے منہ سے سن کر یہاں لکھ دیا۔ہاں یہ بہت ہی ممکن اور قرینِ قیاس ہے کہ ہمارےاِس مضمون کو پڑھ کر ان کی آنکھیں کھل جائیں"[17]

---

[15] سلطان، ہمارا قرآن، (فتح گڑھ، اُترپردیش، 1928ء)، ص۔ 11-12
Sulṭān, Hamarā Qur'ān, (Fataḥ Gharh, Utar Pardaish,1928),P:11-12

[16] سلطان، انسانِ کامل یا مظہرِ خُدا، (1925)، ص۔9
Sulṭān, Insān e Kāmil ya Mazhar e Khudā,(1925),P:9

[17] ایضاً، ص۔ 9-10

اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لئے سلطان نے قرآنی آیات کے علاوہ شیخ ابن عربی کی ' فصوص الحکم 'اور ملا جامی کی 'شرع علی الفصوص الحکم 'کا بھی سہارا لیا ہے۔اس کے علاوہ عیسائی اور اسلامی تصورِ خدا کا فرق بیان کرتے ہوئے یسوع مسیح کو ایک کامل مظہرِ خدا ثابت کیا ہے۔

2۔ تصحیف التحریف

عیسائی مصنفین کا یہ دعویٰ ہے کہ موجودہ بائبل اصل میں وہی کتاب ہے جس کی عہدِ رسالت میں یہودی اور عیسائی حضرات تلاوت کیا کرتے تھے اور یہی بائبل مدینہ میں اہلِ کتاب کے مدارس میں پڑھی اور پڑھائی جاتی تھی۔ سلطان نے اس کتاب میں اس دعٰوی کو ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اِس کوشش میں قرآنی آیات اور احادیث سے بھرپور دلائل دیئے ہیں۔ سلطان کا مؤقف یہ ہے کہ نا تو قرآن کی کوئی آیت اور نا ہی پیغمبرِ اسلام کی کوئی حدیث بائبل کی تحریف کو ثات کرتی ہے بلکہ اس کے برعکس قرآن اور احادیث موجودہ بائبل کی تصدیق کرتی ہیں۔[18] لہذٰا اُس کتاب کو اختیار کیا جائے جس کی تصدیق قرآن اور احادیث سے ہوتی ہے۔ مزید اس کتاب کے ذریعے سے سلطان نے غلط استدلال کرتے ہوئے اپنے قارئین کو اس بات پر قائل کرنا چاہا کہ قرآن بائبل سے ہی ماخوذ ہے لہذٰا قرآن کو چھوڑ کر بائبل کی تعلیمات کو اختیار کرنا چاہیئے۔ایک مقام پر وہ لکھتا ہے کہ ؛

> "اب میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ انجیل کے حوالوں سے جو بجا قرآن شریف
> میں آئے ہیں یہ ظاہر کرتا ہے کہ قرآن شریف ہی مجموعہ عہد جدید کو جس میں
> نہ صرف اناجیل اربعہ بلکہ دیگر تحریرات حورائیین ہیں، خدا کا کلام اور وہ انجیل
> جانتا تھا جس کی وہ تصدیق کرتا ہے۔"[19]

اس کتاب کو سلطان پال نے پادری اکبر مسیح کے نام منسوب کیا ہے جو عیسائی مشنری کے ایک سرگرم رکن اور کتب مناظرہ کے مصنف بھی تھے۔ مسٹر موسیٰ خان نے اس کتاب کو مرتب کیا اور مسٹر ایم کے خان مہان سنگھ باغ لاہور نے 1925ء میں شائع کیا۔

Ibid,P:9-10

[18] سلطان، تصحیف التحریف،(مہان سنگھ باغ،لاہور،1925)،ص۔1

Sulṭān, Tasḥīf al Taḥrīf,(Mahān Sing Bāgh, Lahore,1925),P:1

[19] ایضاً،ص۔56

Ibid,P:56

3۔اخوت و وحدتِ انسانی

یہ اصل میں سلطان پال کا ایک لیکچر ہے جو اُس نے دسمبر 1939ء میں 'اخوت اندریا سبھا لاہور' کے زیرِ اہتمام کرسمس کے موقع پر منعقد ہونے والے ایک مشترکہ مذہبی اجلاس میں دیا تھا۔اس اجلاس میں مسلمانوں کی طرف سے پروفیسر عبدالمجید خان، ہندومت کی طرف سے پروفیسر ہیرالال چوپڑہ، بہائی مذہب کی طرف سے پروفیسر پریتم سنگھ اور عیسائیت کی طرف سے سلطان پال نے نمائندگی کی تھی۔اس اجلاس میں تمام مقررین نے اپنی اپنی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔سلطان پال نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (یسوع مسیح) کی تعلیمات کے حوالے سے اخوت اور وحدتِ انسانی پر خطاب کیا۔اُس نے رومی، یونانی اور یہودی اقوام کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں یہی تینوں اقوام معروف تھیں اور یہ تینوں اقوام اپنے علاوہ باقی تمام انسانیت کو حقیر خیال کرتی تھیں لیکن عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے ہٹ کر انسانیت کی وحدت کا پیغام دیا۔[20] اور اس انسانی وحدت کے لئے وہ ابوتِ خداوندی اور خدا کے فرزند کی مثال سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ جس طرح باپ اور بیٹا ایک جیسی صفات کے حامل ہوتے ہیں اسی طرح خدا اور اُس کا فرزند (یسوع) بھی ایک ہی صفات کے حامل ہیں۔اور یسوع مسیح ایک الٰہی خاندان کی تشکیل کرنے کے لئے آیا تھا۔چنانچہ اپنے خطاب میں وہ کہتا ہے؛

"انجیل جلیل کے مطالعہ کرنے کے بعد اس امر کی وضاحت کی مطلق ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ حضور مسیح کی آمد یا بعثت کا خاص یا امتیازی مقصد کیا تھا۔ آپ کا مقصد زمین پر الٰہی ابوت اور انسانی اخوت قائم کرنا تھا۔چنانچہ آپ نے یہ تعلیم کہ خدا بلاِ امتیاز قومی اور انتساب ملکی تمام بنی نوعِ انسان کا باپ ہے اور تمام افرادِ انسانی مل کر اس الٰہی خاندان کی تشکیل کرتے ہیں۔"[21]

اس اجلاس کے تمام لیکچرز 'رسالہ سیرت مسیح' کے عنوان سے پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور نے 1940ء میں شائع کیئے۔

---

[20] سلطان، رسالہ سیرتِ مسیح، (پینجاب ریلیجئیس سوسائٹی، لاہور، 1940)، ص۔50

Sulṭān, Risāla Seerat e Maseeḥ, (Punjāb Religious Socity, Lahore,1940), P:50

[21] ایضاً، ص۔49

Ibid,P:49

4۔شیر افگن

یہ کتاب اصل میں مولانا ثناءاللہ امر تسری صاحب کے ایک رسالے کے جواب میں لکھی گئی ہے ۔ 1928ء میں حافظ آباد میں مولانا ثناءاللہ امر تسری اور سلطان پال کے مابین مناظرہ ہوا جس میں پادری عبدالحق سلطان پال کا معاون تھا۔اس مناظرے میں فتح کا دعویٰ تو دونوں جماعتوں کو ہی تھاالبتہ سلطان پال نے مولوی ثناءاللہ کو دورانِ مناظرہ چیلنج کیا کہ وہ نجات کے موضوع پر کوئی رسالہ لکھیں تو وہ جواباًاُس کا جواب لکھے گا۔ چناچہ اس کتاب میں سلطان لکھتاہے کہ ؛

> "اسی مباحثہ میں ایک واقعہ کے دوران میں نے مولوی صاحب سے یہ کہا تھا کہ آپ میں اگر کچھ غیرت اور حمیت باقی ہے توآپ میرے رسالہ کاجواب لکھیں ۔اگرآپ اس کاایسامعقول جواب دیں جس کاجواب الجواب میں نہ دے سکوں تو مسلمان ہو جاؤں گا جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ مجھ کو کامل یقین ہے کہ نہ تو اسلام میں نجات ہےاور نہ آپ اِس کاجواب لکھ سکیں گے۔"[22]

لہذٰامولوی ثناءاللہ صاحب نےایک رسالہ تحریر کیاجس کاعنوان تھا"تم عیسائی کیوں ہوئے۔"اِس کے جواب میں سلطان پال نے شیر افگن تحریر کی۔اس کتاب میں اُس نے مولوی صاحب کے دلائل کارد کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ عیسائیت ہی ایک نجات دہندہ مذہب ہے۔دس فصلوں پر مشتمل ہے یہ کتاب1930ء میں شائع ہوئی۔

5۔عربستان میں مسیحیت

یہ سلطان پال کی تصانیف میں دوسری بڑی تصنیف ہے۔اس کتاب کے بارے میں خود سلطان پال کا یہ کہنا ہے کہ اِس کی تیاری میں اُس نے بہت سخت محنت کی ہے۔اِس کتاب کو تحریر کرنے کے لئےاُس نےایک سو دس عربی کتابوں اور70ستر سے زیادہ لاطینی اورانگریزی کتابوں کا مطالعہ کیاہے جبکہ قرآن کی معروف تفاسیر اوراحادیث کی تمام کتب اِس کے علاوہ ہیں۔[23]سلطان کااس کتاب کے لکھنے کامقصداپنے قارئین پر یہ ظاہر کرناتھاکہ چونکہ اسلام کا

---

[22] سلطان،شیر افگن،(1930)،ص۔4-5

Sulṭān, Sher Afgan,(1930),P:4-5

[23] سلطان،عربستان میں مسیحیت،(لاہور،1945)،ص۔1

آغاز عرب سے ہوا اور مسیحیت اسلام سے پہلے ہی عرب میں پہنچ چکی تھی لہذا مسیحیت کی عرب میں باقیات سے ہی اسلام نے اپنا آغاز کیا۔ چنانچہ کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے ابتدا میں ہی وہ لکھتا ہے؛

" جہاں مسیحی اس بات سے لطف اندوز ہوں گے کہ مسیحیت نے کس طرح عربستان کے طول و عرض پر قبضہ کر لیا تھا وہاں مسلمان اس امر سے شادمان ہوں گے کہ اگرچہ عربستان کی کلیسائیں مٹا دی گئیں لیکن آج تک مسیحیت کے نمایاں اثرات اسلام کے رگ و ریشہ میں سائر و دائر ہیں۔ اگر ان اثرات کو اسلام سے علیحدہ کر لیا جائے تو یقیناً اسلام ایک لاشۂ بے جان ہو کر رہیگا۔"[24]

سلطان کے بقول عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے ساتھ ہی عرب میں مسیحیت کا آغاز ہو گیا تھا اور سب سے پہلے اہلِ عرب نے ہی عیسیٰ علیہ السلام کو قبول کیا تھا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے؛

"دنیا کے دیگر ممالک پر صرف عربستان کو یہ شرف حاصل ہے کہ سب سے اول اس کے باشندگان میں سے چند اشخاص نے جن کو کتب مقدسہ میں مجوسی کہا گیا ہے مسیحیت کو قبول کیا۔"[25]

اِس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ عرب میں مسیحیت کی تاریخ پر مشتمل ہے جس میں سلطان نے شام، عراق، یمن، حضرموت، عمان، بحرین اور حجاز وغیرہ میں مسیحیت کی آمد اور آثار کے بارے میں لکھا ہے جبکہ اِس کا دوسرا حصہ بڑا اہم ہے۔ اِس حصے میں سلطان نے اسلامی عقائد، عبادات اور بہت ساری دیگر تعلیمات کے بارے میں دلائل کے ساتھ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اسلام سارے کا سارا عیسائیت سے ہی ماخوذ ہے۔ یہ کتاب 1945ء میں شائع ہوئی۔

6۔ عیسیٰ ابن مریم

سلطان پال نے یہ کتاب مولانا نیاز نامی کسی شخص کے ایک مضمون کے جواب میں تحریر کی جو ماہنامہ 'نگار' میں 1926ء میں شائع ہوا تھا۔ اِس مضمون میں مولانا نیاز نے عیسیٰ ابن مریم کی بغیر باپ کے ولادت، معجزات اور

Sulṭān, A’rabastān me Maseeḥiyat,(Lahore,1945),P:1

[24] سلطان، عربستان میں مسیحیت، (لاہور، 1945)، ص۔ 1

Sulṭān, A’rabastān me Maseeḥiyat,(Lahore,1945),P:1

[25] ایضاً، ص۔ 28

Ibid,P:28

رفع آسمانی کا انکار کیا۔ پادری برکت اللہ نے سلطان پال کو لکھا کہ وہ مسیحیت کی طرف سے اِس کا جواب لکھے۔ چناچہ 1927ء میں سلطان پال نے یہ کتاب تحریر کی۔ موضوع کے اعتبار سے یہ کتاب بہت اہم ہے۔ مولانا نیاز نے چونکہ احمدیوں کے خیالات اور نظریات کو بھی بیان کیا تھا لہذا ایک طرف تو سلطان پال نے قرآنی دلائل سے احمدیوں کا بھی رد کیا اور دوسری طرف عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی وفات کے حوالے سے قرآنی اور تاریخی دلائل سے عیسائی مؤقف کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدا ہونے کے حوالے سے قرآن وحدیث سے دلائل دیتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ دوسرے حصے میں عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب دیئے جانے کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ آپ کو سزائے موت دی گئی تھی۔ جبکہ تیسرے حصے میں قرآن وحدیث کے دلائل کے ساتھ اُن کے معجزات کو ثابت کیا ہے۔

7۔ مسیح کی دوسری آمد

یہ سلطان پال کا ایک مختصر سا رسالہ ہے جو اُس نے عیسیٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی کے حوالے سے لکھا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری آمد کو مسلمان اور عیسائی دونوں ہی تسلیم کرتے ہیں لیکن سلطان پال نے اپنے اِس رسالے میں آمدِ ثانی کے حوالے سے قرآن وحدیث کے دلائل سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اسلام اس دوسری آمد کو اسی طرح بیان کرتا ہے جس طرح عیسائیت میں بیان ہوا ہے۔ اور اس لحاظ سے اسلام اصل میں عیسائیت کی حقانیت کی تصدیق کرتا ہے۔ رسالے کی ابتدا میں وہ لکھتا ہے؛

> "یہ ایک لطف کی بات ہے کہ انجیل میں جتنے بیان سیدنا مسیح کی آمد کے متعلق
> لکھے ہوئے ہیں وہ سب کے سب لفظ بلفظ خود قرآن شریف اور صحیح احادیث
> میں موجود ہیں۔"[26]

8۔ مسیحی مذہب مجھے کیوں پیارا ہے

یہ بھی سلطان پال کا ایک خطاب ہے جو اُس نے لاہور میں اخوتِ اندریاسیہ کے دسویں سالانہ اجلاس میں منعقد ہونے والی مشترکہ مذہبی کانفرنس میں کیا تھا۔ بعد میں 1938ء میں اس خطاب کو الگ سے ایک رسالے کی

[26] سلطان، مسیح کی دوسری آمد، (لاہور، 1929)، ص۔3

Sulṭān, Maseeḥ kī Dosrī āmad,(Lahore,1929),P:3

صورت میں شائع کیا گیا۔اِس مذہبی کانفرنس میں سلطان پال نے عیسائیت کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں عیسائیت ہی ایک بہترین مذہب ہے جس کے اندر محبت،اخوت،انسانیت کی سربلندی اور رواداری کے ساتھ ساتھ خدا اور انسان کا ایک بہترین تعلق ملتا ہے اور انہی خوبیوں کی بناپر وہ مسیحیت سے پیار کرتا ہے۔

9۔میں مسیحی کیوں ہو گیا

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے یہ کتاب سلطان پال کی آپ بیتی پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں سلطان پال نے اپنی ابتدائی زندگی کے ساتھ ساتھ اپنے سفرِ ارتداد کو بھی بیان کیا ہے۔یہ کتاب ایک طرف تو سلطان پال کے مختصر حالاتِ زندگی بتاتی ہے تو دوسری طرف اس سے برصغیر کی مشنری تاریخ کا بھی پتا چلتا ہے۔اس کے علاوہ اس کتاب کے مطالعے سے ہمیں اس بات سے بھی آگاہی ہوتی ہے کہ کوئی مسلمان کس طرح اسلام سے مرتد ہوتا ہے۔اپنے سفرِ ارتداد کے حوالے سے سلطان لکھتا ہے کہ اُس نے حقیقت کو پانے کے لئے اسلام کے ساتھ ساتھ مسیحیت اور آریہ مذہب کا بھی مطالعہ کیا۔آریہ مذہب کی سب سے مستند کتاب ستھیارتھ پرکاش کے مطالعہ سے اُس کو کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔پھر اسلام کا مطالعہ کیا تو اس میں بھی اُس کو اپنی نجات کی کوئی راہ نظر نہ آئی۔بالآخر اُس نے خدا سے دعا کی کہ مجھے نجات کا رستہ دکھا۔بقول سلطان پال کے اُس کی دعا قبول ہوئی اور اُس کو عیسائیت میں اپنی نجات نظر آئی۔لہٰذا اسلام چھوڑ کر عیسائیت کو اختیار کر لیا۔[27]

10۔ہبوطِ نسلِ انسانی

ہبوطِ نسلِ انسانی سلطان پال کے اُس مناظرے کی یادداشت ہے جو 1924ء کو فورمین کرسچئن کالج ہال لاہور میں خواجہ کمال الدین سے 'موروثی گناہ' کے موضوع پر ہوا تھا۔خواجہ کمال الدین جماعتِ احمدیہ لاہور کے مبلغ تھے اور اُس وقت تک احمدیوں کو مسلمانوں کی ہی ایک جماعت خیال کیا جاتا تھا اور سلطان پال کا یہ مناظرہ اُس کے خیال میں مسلمانوں کے ساتھ تھا۔بعد میں یہ مناظرہ 1925ء میں نورافشاں پبلشرز لاہور کی طرف سے شائع کیا گیا۔

کتاب کے دیباچے میں اس کی اہمیت کے بارے میں لکھا ہے کہ ؛

"یہ وہ تصنیف ہے جو مسلمانانِ عالم کو مسیحی بنادینے کا حکم رکھتی ہے۔"[28]

---

[27] سلطان، میں کیوں مسیحی ہو گیا، ص۔14

Sulṭān, Me Q Maseeḥī ho geya,P:14

[28] سلطان، ہبوطِ نسلِ انسانی، نورالھدیٰ، (1925)، ص۔5

Sulṭān, Haboṭ e Nasal e Insānī, Noor ul Huda,(1925),P:5

11۔ہمارا قرآن

یہ سلطان کی تحریروں میں سے سب سے زیادہ ضخیم کتاب ہے۔یہ کتاب اسلام اور عیسائیت، قرآن اور بائبل کے درمیان ایک تقابلی مطالعے پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں سلطان پال نے بڑی تفصیل کے ساتھ کئی موضوعات کو بیان کیا ہے اور ہر موضوع کے لئے اس نے قرآن اور بائبل دونوں سے آیات بیان کی ہیں۔وہ پہلے ایک موضوع طے کرتا ہے پھر اِس موضوع سے متعلق بائبل سے آیات بیان کرتا ہے اور پھر اس کی تائید میں اسی موضوع سے متعلقہ قرآن سے آیات پیش کرتا ہے۔اِس طریقہ کار سے اُس کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن سارے کا سارا بائبل سے ماخوذ ہے اور اِس کے تمام موضوعات بائبل میں پہلے سے ہی موجود ہیں۔چناچہ بائبل کی فضیلت بیان کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے:

> "ایک اور خوبی مسیحی دین کی یہ ہے کہ اِس کی کتابِ مقدس یعنی بائبل کو جہان کے تمام لوگ سمجھ سکتے ہیں۔قرآن کا ترجمہ اب تک صرف چند ایک ہی زبانوں میں ہوا ہے وہ بھی مسیحیوں کی دیکھا دیکھی۔اور ویدوں کو تو کوئی جانتا ہی نہیں۔۔۔۔۔
> لیکن بائبل دنیا کی چھ سو زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔"[29]

اس بارے میں سلطان پال کو غلط فہمی ہے کہ قرآن کا ترجمہ چند ایک زبانوں میں ہوا ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔اِس وقت دنیا کی تمام بڑی بڑی زبانوں میں قرآن کا ترجمہ ہو چکا ہے اور شائد ہی کوئی زبان ایسی ہو جس میں قرآن کا ترجمہ نا ہوا ہو۔اِس کتاب کے لکھنے کا سلطان کا مقصد قارئین پر یہ ثابت کرنا ہے کہ بائبل ہی اصل کتابِ الٰہی ہے اور قرآن تو صرف اُس کی تصدیق کرنے کے لئے آیا ہے۔چناچہ ایک مقام پر وہ لکھتا ہے:

> "پھر دنیا کی کسی بھی کتاب کی تصدیق دوسرے مذہب کی مقدس کتاب نہیں کرتی مگر بائبل کی تصدیق میں قرآن کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ بائبل مصدق ہے اور قرآن اس کا مُصدق ہے۔"[30]

---

[29] سلطان، ہمارا قرآن،(1928)،ص۔4-5

Sulṭān, Hamarā Qur'ān,(1928),P:4-5

[30] ایضاً،ص۔5

Ibid,P:5

اُس کا دعٰوی ہے کہ قرآن مسلمانوں کا نہیں بلکہ ہمارا قرآن ہے اور اسی لئے اس نے کتاب کا نام بھی یہی رکھا ہے 'ہمارا قرآن'۔

12۔ یسوع اور عیسٰی

یہ کتاب سلطان پال نے مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک تحریر ضمیمہ انجام آتھم کے جواب میں لکھی تھی۔ مرزا نے جب اپنے مسیح ہونے کا دعٰوی کیا تو اِس کے بعد اُس نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے معاملے میں گستاخانہ رویہ اختیار کیا۔ اپنی ایک تحریر میں اُس نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شان میں گستاخانہ الفاظ کا استعمال کیا۔ اور مزید یہ لکھا کہ یسوع اور عیسٰی دو الگ الگ شخصیات ہیں۔ لہذٰا اِس تحریر کے جواب میں سلطان پال نے 'یسوع اور عیسٰی' کو تحریر کیا اور اسلامی کتب کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب سے بھی اپنے دعٰوی کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔

13۔ تحقیق آریہ

سلطان کی یہ کتاب ہندومت سے متعلق ہے۔ ہندوؤں کا یہ دعٰوی تھا کہ آریہ مستقل اور قدیم ترین مذہب ہے اور وید قدیم ترین کلامِ الٰہی ہے۔ لیکن اس کتاب میں سلطان پال نے دلائل سے یہ ثابت کیا کہ آریہ مذہب قدیم نہیں ہے اور نا ہی وید قدیم کلام ہے بلکہ آریہ مذہب پارسی مذہب سے اور وید ژند اوستہ سے ماخوذ ہے۔[31]

14۔ ازالہ مادہ

یہ کتاب بھی سلطان نے ہندؤں کے ایک عقیدہ کے رد میں لکھی تھی۔ ہندؤں کا یہ عقیدہ تھا کہ مادہ ایک قدیم شے ہے لہذٰا سلطان نے منطق، سائنس اور فلسفہ کے علاوہ پنڈت لیکھرام اور پنڈت دیانند کی کتب سے ہندوؤں کے اس عقیدے کا رد کیا۔[32]

15۔ مناظرہ حافظ آباد

1928ء میں حافظ آباد میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک بہت بڑا مناظرہ ہوا۔ اِس مناظرے میں عیسائیت کی طرف سے پادری سلطان پال اور پادری عبدالحق نے نمائندگی کی جبکہ اسلام کی نمائندگی مولوی ثناءاللہ

---

[31] سلطان، ہمارا قرآن، (1928)، ص۔4-5

Sulṭān, Hamarā Qur'ān,(1928),P:4-5

[32] ایضاً، ص۔11

Ibid,P:11

امر تسری اور مولوی حافظ محمد گوندلانوالہ کر رہے تھے۔ اس مناظرے میں مندرجہ ذیل چار موضوعات زیر بحث تھے؛

1۔ کیا موجودہ بائبل تحریف سے مبرا ہے؟

2۔ اثبات التوحید

3۔ نبوتِ محمدی ﷺ

4۔ اسلامی نجات

یہ ایک یادگار مناظرہ تھا جو حافظ آباد کے ایم بی سکول کی گراؤنڈ میں ہوا اور اس میں مسلمان، عیسائی، سکھ اور آریہ مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مناظرے کا فیصلہ عوام پر چھوڑ دیا گیا تھا اسی لئے دونوں اطراف سے اس مناظرے کے فاتح ہونے کا دعٰوی کیا گیا۔ اسی مناظرے کے دوران نجات کے موضوع پر سلطان پال اور مولوی ثناءاللہ کے درمیان بحث شدت اختیار کر گئی تو سلطان پال نے مولوی ثناءاللہ کو اپنی کتاب 'میں کیوں مسیحی ہو گیا' کا جواب لکھنے کا چیلنج کر دیا اور اس چیلنج پر پنڈت رام چندر دہلوی کو بطور منصف مقرر کیا گیا۔ فریقین اس تحریری مناظرے پر رضامند ہو گئے۔ چناچہ مولوی ثناءاللہ نے جواباً ایک رسالہ لکھا 'تم کیوں مسیحی ہو گئے' تو اس کے جواب میں دوبارہ سلطان پال نے شیر افگن نامی کتاب تحریر کی۔ اس تحریری مناظرے پر بھی فریقین کا فاتح ہونے کا دعٰوی ہے۔ حافظ آباد والے مناظرے کی کاروائی کو بعد میں ایم کے خان مہان سنگھ باغ لاہور نے شائع کیا۔

خلاصہ کلام

اسلام میں ارتداد کا آغاز تو حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی ہو گیا تھا لیکن حضرت ابو بکر صدیق کے عہد میں یہ باقاعدہ ایک منظم فتنے کی صورت اختیار کر گیا۔ اگرچہ اُس وقت صحابہ کرام نے اس پر قابو پالیا تھا لیکن اس کے اثرات باقی رہے۔ برصغیر میں ارتداد کا آغاز پرتگالیوں اور انگریزوں کے آنے کے بعد ہوا۔ خصوصاً برطانوی دور میں حکومتی ذرائع کا استعمال کیا گیا اور ہر ممکن طریقے سے عیسائیت کی ترویج واشاعت کی گئی۔ لہذا اس قسم کے اقدامات سے جو ارتداد کی لہر پیدا ہوئی اُس کا بہت سے مسلمان شکار ہوئے۔ ان میں کچھ تو عام مسلمان تھے اور کچھ وہ تھے جن کا اپنا ایک حلقہ احباب تھا اور مسلم معاشرے پر اثر ورسوخ رکھتے تھے۔ انہی جیسے لوگوں میں سلطان محمد خان بھی شامل تھا۔ نجات کی تلاش میں اُس نے ادیان کا مطالعہ کیا لیکن عیسائیت اُس کی نظر میں ایک نجات دہندہ مذہب ثابت ہوا۔ چناچہ

اسلام سے مرتد ہو کر عیسائیت اختیار کر لی اور سلطان محمد خان سے سلطان محمد پال بن گیا۔ عیسائیت قبول کرنے کے بعد سلطان نے جگہ جگہ اس کی تبلیغ کی جس کے نتیجے میں اور بھی کئی لوگوں کو اُس نے عیسائیت میں شامل کیا۔ اُس کی زیادہ تر کتب اسلام کے خلاف ہیں۔ پاکستان میں آج بھی عیسائی مشنریز اپنا کام کر رہی ہیں لیکن ہماری اس طرف توجہ نہیں جاتی۔ اس سلسلے میں نا صرف ہمارے دینی مدارس کو بلکہ میڈیا اور حکومت کو بھی سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے تاکہ آنے والی نسلوں کو ارتداد سے بچایا جا سکے۔ ہمارے نصابِ تعلیم پر بھی نظرِ ثانی کی ضرورت ہے۔ سالہا سال سے ہمارے نصاب میں ہمیں اسلام پڑھایا تو جاتا ہے لیکن عملی طور پر سکھایا نہیں جاتا۔ اس کے علاوہ والدین کی بھی یہ ایک ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ کچھ دینی تعلیم کا بھی اہتمام کریں تاکہ اُن کی اولاد کے اندر دینی مزاج بھی پیدا ہو۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.